OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

حضرت عمرؓ کے خطبات سے اخذ شدہ احکام و مسائل: ایک علمی و تحقیقی مطالعہ

Jurisprudential Rulings and Issues Derived from the Sermons of Hazrat Umar (RA): A Scholarly Study

Asma Iqbal
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, The Women University, Multan
Dr. Sameera Safdar
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Women University, Multan

Abstract

History is a witness to the fact that in the nature of the Arabs there was harshness, national struggle and rebellion against the royal order, but after taking shelter in the shade of Islam and receiving the grace of the companionship of the Prophet ,ﷺ the heart of the Arabs became faithful. They became famous and they became possessors of high morals and character, but those who converted to Islam in the last days of the Prophethood had some traces of ignorance left in their hearts, which could not get rid of this ignorance even with the passage of time. As soon as Hazrat Umar took over the caliphate, he did not neglect his subjects in any way; there was no work that was hidden from him. The hearts of the people were greatly affected by your fear and terror, and the workers were very afraid of you, even the most rebellious could not say anything in front of you. Hazrat Umar's life is full of struggle, courage and strength, patience and steadfastness, judicial piety and humility, knowledge, insight and

CC BY

foresight, and the special reason for this was that during the caliphate of Hazrat Umar, the cultural condition of the Arabs changed.

Keywords: Possessors, rebellious, steadfastness, foresight, caliphate, judicial piety

تمہید

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ عربوں کے طبائع میں سختی، قومی جتھہ بازی اور شاہی حکم سے سرکشی رچی بسی تھی لیکن اسلام کے سایہ عاطفت میں پناہ لینے کے بعد اور رسول ﷺ کی صحبت کا فیض پانے کے بعد عربوں کے دل جذبہ ایمانی سے لبریز ہو گئے اور وہ اعلی اخلاق و کردار کے مالک ہو گئے لیکن جو لوگ عہد رسالت کے اخیر زمانہ میں مسلمان ہوئے ان کے دلوں میں جاہلیت کے کچھ آثار باقی تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ بھی اس جاہلیت سے نہ نکل سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت سنبھالتے ہی آپ رعایا سے کسی طرح غافل نہ رہتے تھے کوئی کام ایسا نہ تھا جو آپ سے چھپا ہو اہو ظالم کو سخت سے سخت سزا دیتے اور مظلوم کی داد رسی کرتے اور مظلوم کے ساتھ انصاف والا معاملہ کرتے آپ کے خوف اور رعب سے لوگوں کے دل کافی متاثر تھے اور عمال آپ سے سخت ڈرتے تھے حتی کہ بڑے سے بڑے سرکش بھی آپ کے سامنے کچھ نہ بول پاتے تھے حضرت عمر کی دور اندیشی نے ایسے سرکش اور افراد کی تادیب کی حضرت عمر کی زندگی جدوجہد، ہمت و قوت، صبر و ثبات اور عدلی تقویٰ اور تواضع علم و بصیرت اور دور اندیشی سے عبارت ہے اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عربوں کی تمدنی حالت بہ نسبت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کچھ اور ہی رنگ پکڑ چکی تھی اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اہل اسلام ایک بڑے عظیم الشان ملک کے حکمران بن گئے تھے اور ان کی سلطنت کی عمارت بڑی مہتمم بالشان صورت اختیار کر گئی تھی اور ایک وقت ایسا آیا جب ان کے پاس وہ عرب آپہنچے جن کے رگ و ریشہ اور خون میں حریت اور آزادی کی حجت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ان کے دل و دماغ میں امیر المومنین کی نسبت بھی ہرگز برداشت نہ تھی کہ وہ ان پر کسی قسم کی فوقیت رکھے یا کوئی ایسی چیز اپنے لیے خاص کرے جس کا حق دوسروں کو بھی پہنچتا آپ عدل اور تقویٰ جلالت اور دین مبین کی نصرت میں ضرب المثل تھے مختلف اقوام و حلل میں اخوت کے رشتہ کی عام دعوت تبلیغ کرنے اور حریت اور آذادی کے قائم کرنے میں مشہور و معروف تھے اور اس سے دین اسلام کو قوی بنایا گیا جیسا کہ حضرت عمر کے خطبات اس بات کی ہی عکاسی کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں میں جس بات کی کمی کو محسوس کیا اس پر غور و فکر کرتے ہوئے خطاب فرمایا جس بات سے لوگوں میں فتنہ کا اندیشہ دیکھا اس کی جانچ پڑتال کی اور عوام کو اس سے خطاب کے ذریعے بازپرس کیا انہوں نے رومیو ں اور پارسیوں کے دلوں میں استقلال ذاتی اور حریت شخصی کی نئی روپ پھونک دی پھر وہ ایسے دوڑے گویا ابھی زنجیروں سے کھولے گئے ہیں اور شکر وفا کے طور پر فاتح قوم کے ہاتھ چومنے لگے۔ حضرت عمر کے خطبات کا عوام الناس پر اس قدر اثر تھا کہ اب لوگوں کو احساس ہونے لگا کہ ہم بھی انسان ہیں وہ حقوق عامہ میں امراء و حکام سے کچھ کم نہیں ہے اور حریت کی چاشنی ان کے دلوں میں ترقی کر چکی تھی حضرت عمر کے خطبات کے پیش نظر یہی بات تھی کہ عرب لوگ اصول و تمدن اور اجتماعی اتحاد سے اچھی طرح مانوس ہو جائیں ان کے اخلاق کی سختی اور تنگ نظری جاتی رہے اور عصبیت کے اسباب ان کے دلوں سے محو ہو جائیں جو کہ آئے دن تفرقہ اور مخالفت کی آگ بھڑکاتے تھے اس کا شاہد آپ کا وہ میں فقرہ جو آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص عصبیت کی طرف بلائے تو میں تلوار سے اس کی گردن اڑادوں گا حضرت عمر کی ساڑھے دس سالہ دور خلافت کی پاکیزہ زندگی اور رعیت کی ہمہ جہتی دائمی صلاح اور فلاح کی آئینہ دار ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق کا اجمالی تعارف

آپؓ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح سے ہے کہ:" بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئ[1] بن غالب القرشی بن العدوی" آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب عدی بن کعب بن لوئ بن غالب پر رسول ﷺ سے جاملتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص ہے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب الفاروق ہے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے جب مکہ میں اسلام کو ظاہر کیا تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کفر اور ایمان کے درمیان کھلی جدائی ڈال دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے[2] آپ رضی اللہ عنہ کے جسمانی اوصاف یہ تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ خوب گورے چٹے اور سرخی مائل رنگت رکھتے تھے دونوں رخسار اور آنکھیں بے حد خوبصورت تھیں دونوں ہاتھ اور پاؤں موٹے گوشت سے بھرے ہوئے اعضاء دراز قد کے مالک تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہیں سخت اور طاقتور تھے کمزور اور طاقتور تھے کمزور اور نازک دل نہ تھے[3] مہندی کا خضاب لگاتے تھے اور جب بولتے تو تیز آواز میں بولتے اور مارتے تو کاری ضرب لگاتے تھے۔[4] ام عبد اللہ بن حنتمہ فرماتی ہیں جب ہم حبشہ کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے اے ام عبد اللہ کیا تم یہاں سے کوچ کا ارادہ رکھتی ہو تو میں نے کہا ہاں ہم اللہ کی زمین کی طرف ہجرت کریں گے تم لوگوں نے ہمیں بہت تکلیف پہنچائی ہے اور ہمیں امید ہے کہ اللہ ہمارے لئے کشادگی پیدا کر دیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ آپ لوگوں کا ساتھی ہو ام عبد اللہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایسی نرمی ورقت دیکھی جو میں نے پہلے کبھی نہی دیکھی تھی چنانچہ جب عامر بن ربیعہ تشریف لائے تو میں نے ان کو سارا واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا کہ تمہیں لگتا ہے کہ عنقریب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئیں گے میں نے کہا کہ ہاں مجھے ایسا لگتا ہے ربیعہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس وقت اسلام لائیں گے جب خطاب کا گدھا اسلام لے آئے (یعنی یہ ناممکن بات ہے)[5]

حضرت عمر کے خطبات سے مستنبط احکام ومسائل

حضرت عمر کے زیادہ تر خطبات شہر جابیہ کے ہیں جو کہ ملک شام کا ایک شہر ہے جہاں اکثر اوقات خلافت کے معاملات کو حل کرنے کے لیے ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا اور وہاں رہائش کے دوران حضرت عمر بن خطاب نے اکثر اوقات جمعہ کے خطبہ کے موقع پر ان مسائل پر خطاب کیا جن کی لوگوں میں کمی پائی جاتی یا جس سے لوگوں میں فتنے کا اندیشہ ہوتا۔

خطبہ

حضرت عمر بن خطاب کا دور خلافت شروع ہوا تو حضرت ابو بکر کی وفات کے وقت جب ان کے کفن دفن سے فراغت حاصل کر لی تو حضرت عمر نے اپنا پہلا خطبہ دیا اور فرمایا حضرت ابو بکر صدیق کے بعد مجھے خلیفہ بنایا گیا ہے اور میں آپ لوگوں کا مکلف ہوں اور عوام الناس کو خلافت کے مسائل کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ اور عوام حکومت کے اہم ستون ہیں ان دونوں ستون کے بغیر حکومت نہیں چل سکتی جس طرح مجھ پر حکومت کی ذمہ داری عائد ہے ویسے ہی آپ لوگوں کا تعاون بھی ضروری ہے ہیں اور میں اس ذمہ داری کو اچھے انداز سے نبھانے کی کوشش کروں گا۔ انہوں نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے اپنے خطبے میں اچھے اور برے عمل کے انجام سے باخبر کیا ہے کہ:

" ہر عمل کا مکلف بندہ خود ہوتا ہے جو جیسے عمل کرے گا اس کو ویسا ہی اجر ملے گا اور لوگوں کو ساتھ ہی اچھے حکمران کے اوصاف کے بارے میں بتایا کہ امیر یا حکمران کا امانتدار ہونا بہت ضروری ہے تاکہ خلافت کی ذمہ داری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو

اچھے اور برے عمل کا انجام

خطبے کے پہلے حصے میں حکمران کی خلافت کے بابت ذمہ داری کا بیان ہے جس کو عمر بن خطاب دلائل سے واضح فرمار ہے ہیں

ارشاد خداوندی ہے کہ "اگر تم بھلائی کرو گے تو تم اپنے لئے ہی بہتر کرو گے اور اگر تم برا کرو گے تو تمہاری جانوں کیلئے ہی ہو گا"۔[6] حدیث رسول ﷺ ہے "جس طرح کانٹے سے انگور حاصل نہیں کیے جاسکتے اسی طرح فاسق وفاجر لوگ متقی اور پرہیز گار لوگوں کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتے، نیکی اور برائی دوراستے ہیں، ان میں سے جس راستے کو اختیار کرو گے اس کے انجام تک پہنچ جاؤ گے"[7] حکمران امین ہو، عادل ہو۔ خطبے کے دوسرے حصے میں حکمران کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیاہے کہ حکمران کا امانتدار اورانصاف پسند ہونا بھی نہایت ضروری ہے اگر خلیفہ میں یہ صفات نہیں پائی جاتی تو وہ خلافت کا مستحق نہیں ہے اور اس بات کی دلیل وہ فرمان الٰہی سے بیان کرتے ہیں آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حکومت کا اہل مال و دولت سے نہیں ہو تا بلکہ علمی اور جسمانی اہلیت سے ہو تا ہے[8] حضرت عمر نے فرمایا"اسے خوب معلوم ہے کہ میں لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور امانت کو سب سے زیادہ ادا کرنے والا ہوں"[9]۔ اور اسکے بارے میں حدیث رسول ﷺ سے استدلال فرماتے ہیں "حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاامانتدار خزانچی کے لئے بھی صدقہ کرنے والے کے برابر ہی ثواب ہے جب وہ امیر کے حکم کے مطابق خوش دلی سے پورا پورامال اس شخص کے حوالے کر دیتاہے جس کے لئے حکم ہوا ہے"[10]

خطبہ

ایک آدمی نے عمر بن خطاب سے آکر کہاکہ لوگ تقدیر کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں اور عقل سے قیاس کر رہے ہیں اس پر عمر بن خطاب منبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایااور کہالوگوں تم سے پہلی امتیں بھی اسی لیے ہلاک ہوئی ہیں کہ وہ تقدیر کے بارے میں عقل سے قیاس کرتی تھیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں عمر کی جان ہے اگر کسی کو دوبارہ اس بارے میں بات کرتے سناتو اس کی گردن اڑادوں گا کیونکہ دنیامیں جو کچھ ہو تا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں نیکی اور بدی وہ سب اللہ کے علم ازلی کے مطابق ہو تا ہے جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خطبے میں بیان فرمایا کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ موجود ہے اس کا علم اللہ کو معلوم ہے اس لئے جو لوگ تقدیر کے بارے میں آپس میں باتیں کرتے ہیں وہ ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں اس لیے تقدیر کے بارے میں بات کرنے سے بچو کیونکہ یہ ہلاکت اور بربادی کا سبب ہے

حضرت عمر کے اس خطبے سے جو احکام و مسائل مستنبط ہوتے ہیں وہ تقدیر کے بارے میں ہیں کیونکہ بہت سے لوگ تقدیر کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور تقدیر کے بارے میں اپنی عقل سے استدلال کرتے ہیں اور ہبت سے لوگ تقدیر کا انکار کرنے والے ہوتے ہیں وہ سارے گمراہ ہوتے ہیں ان لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے حضرت عمر نے خطبہ دیا "بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی"[11]

تقدیر کے بارے میں عقل کا کردار

حضرت عمر بن خطاب تقدیر کے بارے میں عقل سے بات کرنے والوں کے لیے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں

فرمان الٰہی ہے کہ "کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ آسمانوں میں ہے یا زمین پر سب کو بخوبی جانتا ہے، اور یہ سب کچھ کتاب "لوحِ محفوظ" میں لکھا ہوا ہے، اور ان سب کے بارے میں علم رکھنا اللہ کیلئے بہت آسان ہے"[12] فرمان رسول ﷺ ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی لکھ دی تھیں اور اس کا عرش پانی پر ہے 13"

خطبہ

حضرت عمر فاروق کے اس خطبے کا پس منظر یہ ہے کہ آپ ملک شام کے سفر پر روانہ ہوئے اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں کفیل بنا کر گئے جب سفر شام سے واپسی مدینہ آنے لگے تو راستے میں شہر جابیہ میں نماز جمعہ کی خاطر رکے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:" قرآن ہدایت کی کتاب ہے قرآن پر عمل کرو اس سے تمہارا تعارف ہو گا اور بہت سے کام جن کو رسول ﷺ کرتے تھے ان کاموں کے کرنے کا لوگوں کو حکم دیا اور اور لوگوں کو تلقین کی جن کاموں کے کرنے کا رسول ﷺ نے حکم دیا ان کو اپنی زندگیوں میں لازم پکڑو ان پر عمل کر کے اپنی زندگیوں کو کامیاب بناؤ اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو اور اس پر قرآن پر اور سنت رسول ﷺ پورا بھروسہ رکھو۔"[14]

حضرت عمر کے اس خطبہ سے بہت سے احکام و مسائل پر بحث ہوئی ہے جن کی وضاحت انہوں نے قرآن و حدیث سے فرمائی ہے قرآن پڑھنا اور اس پر عمل کرنا۔ خطبہ کے پہلے حصے میں قرآن کی فضیلت کو اجاگر کیا گیا کہ یہ کتاب دنیا اور آخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہے قرآن اللہ کا ایک پیغام ہے جو بندوں کے نام ہے اس سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور دلوں کے زنگ اترتے ہیں حدیث رسول ﷺ ہے کہ "یعنی تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے "[15] کلمہ حق کہنے سے نہ ڈرنا۔ خطبہ کے دوسرے حصے کا موضوع کلمہ حق کہنے کے بارے میں ہے کہ حق بات کہنے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے کیونکہ حق بات کہنا افضل جہاد ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہر گز نہ مرنا مگر مسلمان "[16] ارشاد رسول ﷺ ہے کہ " آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ " ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔ "[17] اے میرے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ اور اچھے اعمال کرو، یقیناً میں تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہوں[18]

رزق حلال حرام میں فرق کرنا

خطبہ کا تیسرا حصہ میں حلال و حرام رزق میں امتیاز کرنے کی تلقین کی ہے رسول ﷺ کے اخلاق حسنہ اور عبادت و ریاضت کے واقعات سے لوگوں کو بہت ترغیب ملتی ہے رزق حلال کھانے کا بھی یہی حکم اہل ایمان کو دیا گیا ہے اور حرام سے اجتناب کیا جائے اور حلال طریقے سے رزق تلاش کیا جائے قرآن سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے " اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو باطل طریقہ سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ آپسی رضا سے تجارت ہو "[19] رزق حلال کے بارے میں فرمان رسول ﷺ ہے " حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اس کی پروا نہیں ہو گی، کہ روزی حلال طریقے سے کمائی ہے یا حرام سے "[20] مومن کو گالی دینا۔ خطبے کا چوتھا حصہ گالی کی قباحت پر مشتمل ہے کہ گالی دینا زبانی ہو یا تحریری ہر صورت میں رسول ﷺ نے مسلمان کو گالی دینے سے منع کیا ہے اور گالی دینے کو کبیرہ گناہ کہا ہے آپ رضی اللہ عنہ حدیث سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا " مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، اور اسے قتل کرنا کفر ہے "[21] قطع تعلقی نہ کرنا۔ پانچویں حصے میں رشتے داری کے حقوق کو بیان کر رہے ہیں کہ رشتہ اللہ نے پیدا کیا ہے اس لیے رشتے داروں سے قطع تعلقی نہیں کرنی چاہیے قطع تعلقی کرنے والے کو اللہ رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتے قطع تعلقی ایک قبیح فعل ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: " قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا "[22]

خرید و فروخت میں اللہ کی قسم کھانا۔

خطبے کا چھٹا حصہ خرید و فروخت کے وقت اللہ کی قسم اٹھانے کی وضاحت کر رہا ہے کہ کچھ لوگ اپنا مال فروخت کرنے کے لیے اللہ کی جھوٹی قسم اٹھاتے ہیں جو کہ سراسر گناہ ہے خریدنے والا تو قسم پر بھروسہ کر کے سامان لے جاتا ہے لیکن بیچنے والا زیادہ نفع کے لالچ میں اپنا مال حرام کر لیتا ہے اور اس بات کو آپ رضی اللہ عنہ دلیل سے ثابت کر رہے ہیں ارشاد نبی ﷺ ہے کہ "خرید و فروخت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے سے بچو، کیونکہ اس سے گرم بازاری تو ہو جاتی ہے لیکن برکت جاتی رہتی ہے "[23]

خطبہ

حضرت عمر فاروق کے اس خطبے کا پس منظر ملک شام سے واپسی کے موقع پر مدینہ جاتے ہوئے راستہ میں شہر جابیہ میں نماز جمعہ ادا فرمائی اور لوگوں سے خطاب فرمایا: حضرت عمر نے شہر جابیہ میں جمعہ کے دن اپنے اس خطبہ میں فرمایا کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں یہ دنیا فنا ہونے والی ہے سب فنا ہونے والا ہے پھر جہاد کے فرض ہونے، بادشاہ کا اپنی رعایا پر ذمہ داری ان کا خیال رکھنا، قتل شہادت موت وغیرہ کا ذکر کیا اور کہا کہ جو گمراہی کے کام کو ہدایت والا سمجھ کے چھوڑ دیتا ہے اور اسی حالت پر ہلاک ہو جاتا ہے تو اس پر کوئی عذر نہیں ہے حضرت عمر کے اس خطبے کے مختلف پہلو ہیں جن کو انہوں نے عوام کی رہنمائی کے لیے بیان کیا۔[24]

عمر بن خطاب خطبے کے پہلے حصے کو بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں جس سے تقوٰی سے متعلق بہت سے احکام و مسائل مستنبط ہوتے ہیں تقوی اختیار کرنا۔"یہ وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے"[25] قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے حضرت عمر تقوٰی کو حدیث رسول ﷺ سے بیان فرمارہے ہیں "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے معزز کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو سب سے زیادہ متقی ہو"[26]

رعایا پر بادشاہ کی ذمہ داری

خطبے کے دوسرے حصے میں بادشاہ کی رعایا پر ذمہ داری کو بیان کیا جارہا ہے کہ ایک حکمران پر کیا کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور حکمران کو رعایا کے بارے میں سب سے زیادہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ نے جس دین کی ان کو ہدایت فرمائی تو اس دین والے تمام احکام ان پر لازم ہیں عمر بن خطاب نے یہ بھی فرمایا کہ ہم پر بادشاہت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیں اور نافرمانی سے روکیں اس بات کو حضرت عمر حدیث سے دلیل دے کر بیان کررہے ہیں کہ: "خیانت کرنے پر اللہ کے عذاب کا مستحق ہو گا۔[27]" جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا"[28]

جہاد کرنا جہاد ایک فرض عبادت ہے

خطبے کے تیسرے حصے میں جہاد کی فرضیت کا ذکر ہے جہاد کے بہت سے طریقے ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو شہید کا ثواب ملتا ہے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے جہاد کیا اصل میں جہاد فی سبیل اللہ یہ ہے کہ آدمی جہاد بھی کرے اور ہر برائی سے بچا بھی رہے کیونکہ بہت سے لوگ صرف شیرت کے لیے جہاد کرتے ہیں ان کا ارادہ نا اجر کا ہوتا ہے نہ اللہ کی یاد کا ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے کہ: "بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے کہ ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں تو (کافروں کو) قتل کرتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں"[29] حضرت عمر حدیث سے جہاد کی اہمیت کو بیان فرمارہے ہیں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "مشرکین سے اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کرو"[30]

خطبہ

پس منظر: اس خطبہ کا پس منظر ملک شام سے واپسی پر جابیہ شہر میں مختصر قیام اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے ضمن میں لوگوں کو نصیحت کرنا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنی جگہ خلیفہ بنایا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر

تیزی سے سفر شروع کیا اور شہر جابیہ پہنچے وہاں قیام کیا اور ایک زبردست اور مؤثر خطاب کیا اور اور کہالو گو اپنے باطن کی اصلاح کرلو تمہارا باطن خود بخود درست ہو جائے گا تم آخرت کی تیاری کرو دنیا اس کے کام اللہ کی جانب سے خود ہو جائیں گے [31]

اس خطبے میں دو احکام پیش نظر ہیں ایک جماعت کو لازم پکڑنا اور دوسرا عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے کی ممانعت کا ذکر ہے

جماعت کو لازمی پکڑنا

جو آدمی اپنے لیے جنت کا راستہ کشادہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ جماعت کو لازم پکڑے رکھے کیونکہ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور شیطان جماعت سے دور ہوتا ہے آیت قرآنی ہے جسکا مفہوم یہ ہے "کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ ناموڑو گے تو خود ہی اس کے ذمہ دار ہو گے "[32] عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا۔ خطبے کے دوسرے حصے میں عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے کی ممانعت کی گئی ہے کہ کوئی آدمی ہرگز کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے شیطان ان دونوں کے درمیان تیسرا ہوگا قرآن میں ارشاد ہے کہ "اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (گھر سے باہر نکلتے وقت) اپنے چہروں پر چادریں ڈال لیں، تاکہ پردہ آزاد عورتوں کی پہچان ہو جائے، جس کی وجہ سے وہ (باندیوں کی طرح) ستائی نہ جائیں، اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"۔[33] حضرت عمر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ہرگز تنہا نہیں ہوگا کوئی مرد کسی عورت کیساتھ مگر ہوتا ہے ان میں تیسرا شیطان"[34]

خطبہ

حضرت عمرؓ نے مسجد نبویؐ میں جمعے کے خطبے کے دوران ایک اعلان فرمایا کہ مہر جو شادی میں ہوتا ہے، فرمایا مہر میں لوگ بڑی بڑی رقمیں مقرر کرنے لگے ہیں۔ اس وقت تو جوش و خروش میں مقرر کر دی، بعد میں جب دینے کی باری آتی ہے تو پھر مسئلہ خراب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اعلان فرمایا کہ شادی میں بڑے بڑے مہر مقرر کرنے شروع کر دیے ہیں انہوں نے، بعد میں جھگڑا ہوتا ہے، تو میں اعلان کرتا ہوں کہ چار سو درہم سے زیادہ کسی شادی میں مہر مقرر نہ کیا جائے۔ چار سو درہم۔ چاندی کا سکہ ہوتا تھا ساڑھے تین ماشے کا۔ حضرت عمرؓ نے آرڈر جاری کر دیا۔ جمعہ پڑھ کر فارغ ہوئے، باہر نکلے، عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں، حافظ ابن کثیرؒ کی روایت کے مطابق ایک قریشی خاتون نے دروازے پر روک لیا۔ امیر المؤمنین! آپ نے مہر کی رقم پر پابندی لگا دی ہے؟ فرمایا، ہاں لگا دی ہے۔ آپ نے کہا کہ چار سو درہم سے زیادہ مہر نہ دیا جائے کسی عورت کو؟ فرمایا، ہاں میں نے کہا ہے۔ آپ کو کس نے اختیار دیا ہے، آپ نے قرآن نہیں پڑھا؟ یا اللہ! ایک عورت مسجد نبویؐ کے دروازے پر حضرت عمرؓ کو ٹوک رہی ہے کہ آپ کو کس نے اختیار دیا ہے اور حوالہ دیا کہ آپ نے قرآن نہیں پڑھا؟ فرمایا خدا کی بندی! قرآن میں یہ مسئلہ کدھر ہے؟ اس نے کہا، ہے، میں بتاتی ہوں۔ اس نے کہا قرآن کریم نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے ''وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احداھن قنطاراً افلا تأخذوا منہ شیئاً'' حضرت عمر ممبر پر کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا کہ عورتوں کا مہر شرعی مقرر کرنا چاہیے زیادہ مہر مقرر نہ کیا کرو حضور ﷺ اور صحابہ کے زمانہ میں 12 اوقیہ یا سے زیادہ مقرر نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس میں مشقت ہے اور اگر یہ عزت کی بات ہوتی تو حضور ﷺ اس کام کو سب سے پہلے کرنے والے ہوتے اور تم اس میں ان سے آگے نہ بڑھ سکتے۔[35] مسئلہ یہ ہے کہ عورت کا مہر کتنا مقرر کرنا چاہیے اور اس بات کو تفصیل کے ساتھ قرآن اور حدیث سے واضح کیا گیا ہے

عورتوں کا مہر مقرر کرنا

خطبے میں عورتوں کے مہر کے بارے میں بحث کی جارہی ہیں کہ ان کا مہر اتنا ہی مقرر کرو جتنا کہ تم وقت پر ادا کرسکتے ہو کیونکہ تم لوگ پہلے زیادہ مہر مقرر کر لیتے ہو اور پھر ادائیگی کے وقت تم عورت سے دشمنی مول لے لیتے ہو کہ تمہاری وجہ سے مجھے مشقت

اٹھانی پڑی ہے ارشاد باری ہے کہ "جن عورتوں سے تم حلال طریقے سے نکاح کرو ان کے مہر بھی مقرر وقت پر ادا کر دو اور اگر آپس میں رضامندی ہو جائے تو وہ عورتیں ان کو واپس کر سکتی ہیں بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے"[36] حضرت عمر حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کی صورت میں نفع اٹھانے کی اجازت دی تھی اور اب اگر کسی کے پاس کوئی عورت ہو اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ اس کو دے چکے اس سے نہ لے"[37]

خطبہ

طاعون عمواس کے بعد 17 ہجری کے آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ذوالحجہ میں وہاں سے مدینہ واپس جانے کا ارادہ فرمالیا تو لوگوں سے خطاب فرمایا: پہلے اللہ کی حمد و ثنا کو بیان کیا پھر فرمایا: غور سے سنو مجھے تمہارا امیر بنایا گیا ہے اور اللہ تعالی نے مجھے تمہارا والی بنایا ہے اس کی وجہ سے جو ذمہ داریاں آتی اور ملک شام میں جنگ کر کے تم نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ سب تم لوگوں میں وسعت سے تقسیم کر دیا ہے کوئی آدمی ایسی چیز جانتا ہو جس پر عمل کرنا مناسب ہو وہ ہمیں بتائیں ہم اس پر انشاء اللہ ضرور عمل کریں گے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ تعالی ہی سے ملتی ہے "اس خطبے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کا ذکر کیا، اور فرمایا کہا اچھے اعمال کی توفیق صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے

نیک اعمال کی طاقت صرف اللہ کی طرف سے

حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ ملک شام میں جنگ کر کے تم نے جو مال غنیمت حاصل کیا میں نے وہ سب تم میں وسعت سے تقسیم کر دیا اور تم لوگوں کے لیے خراک مقرر کر دی اور تم لوگوں کو ہر دن عطیہ اور مال غنیمت دینے کا حکم دے دیا ہے اور اگر کوئی آدمی کوئی بھی ایسی چیز جانتا ہو جس پر عمل کرنا مناسب ہو تو وہ مجھے بتا سکتا ہے کیونکہ نیکی کرنے کی طاقت تو صرف اللہ سے ملتی ہے اور میں اس میں پوری کوشش کروں گا آیات قرآنی ہے کہ "اور جو بھی نیک کام کرے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ صاحب ایمان بھی ہو- ان سب کو جنّت میں داخل کیا جائے گا اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا"[38]

خطبہ

حضرت عمر فاروقؓ کا یہ خطبہ بھی ملک شام سے واپسی پر شہر جابیہ میں نماز جمعہ کے موقع پر لوگوں کو نصیحت کے واسطے دیا گیا آپ نے اس خطبے میں حدیث مبارکہ سنائی: "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے صرف دو تین یا چار انگلی کے برابر ریشم پہننے کی اجازت ہے اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھانے کے لیے ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔ اس خطبے میں دو مسئلے زیر غور ہیں ایک میں مردوں پر ریشم کے حرام ہونے کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرا مسئلہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ انسان کو اللہ کی طاقت اور قدرت پر یقین کامل رکھنا چاہیے

مردوں پر ریشم حرام ہے

مردوں پر ریشم کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس سے عورتوں کی مشابہت ہوتی ہے اور سونا بھی مردوں پر حرام کیا گیا ہے آپ ﷺ اور صحابہ ریشم کے کپڑوں سے اجتناب کرتے تھے آپ ﷺ کے پاس صرف ایک چادر تھی جس میں ریشم کی دھاریاں تھی جس کو آپ ﷺ صرف خاص موقع پر استعمال کرتے تھے "اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم و عطا پر کبھی زبانِ طعن نہ کھولو)، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے"[39] اور حدیث سے استدلال کرتے

ہوئے فرمارہے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا "ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لیے حلال ہے"[40]

اللہ کی طاقت اور تدبیر پر یقین ہونا

حضرت جابر کہتے ہیں غزوہ نجد میں ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ آرام کے ارادے سے ایک کانٹے دار درخت کے نیچے لیٹے اور تلوار دوخت سے لٹکا دی ہم لوگ ادھر ادھر ہو گئے جب ہم آئے تو آپ آﷺ نے بتایا کہ ایک اعرابی آیا اور میری تلوار اتار کر بہلا اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا میں نے کہا اللہ نے پھر تلوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا جو یہ سامنے موجود ہے کیونکہ اللہ کی طاقت انسان سے بڑھ کر ہے اروہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے آپ رضی اللہ عنہ اللہ کی طاقت اور حکمت کو بیان فرمارہے ہیں اللہ کی طاقت پوری دنیا پر غالب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں، بیشک اللہ توکّل والوں سے محبت کرتا ہے"[41] حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ غیر شرعی جھاڑ پھونک کرتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں"[42]

خطبہ

جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر کو روانہ فرمایا اس وقت لشکر کو یہ نصیحت فرمائی:

حضرت عمر کے اس خطبے کا مقصد لالچ کی بعض صورتیں پر روشنی ڈالنا ہے جس سے انسان فقیر اور محتاج ہو جاتا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے ناامیدی کی بہت صورتیں ایسی ہے جس سے انسان غنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے تم وہ چیز جمع کرتے ہو جس کو کھا نہیں سکتے اور یہ بات جان لو کہ کنجوسی کی بعض صورتیں نفاق کا شعبہ ہے لہٰذا تم خرچ کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور بالخصوص مواقع حکم میں خرچ بھی کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ اخرت میں فلاح پانے والے ہیں[43]

خطبے میں بہت سے مسائل پر بحث کی جارہی ہے حرص ولالچ، دنیا دھوکے کا گھر ہے اور باریک لباس کی ممانعت کا ذکر خطبے میں کیا گیا ہے

دنیا ایک دھوکے کا گھر

دنیا کی ذندگی بے معنی اور بیکار ہے اس کی لالچ میں انسان اپنی آخرت برباد کرلیتا ہے حالانکہ دنیا کی حقیقت اللہ کے نزدیک مکھی کے پر کی ہے جیسے مکھی کا پر بے وقعت ہے ایسے ہی یہ دنیا کی حقیقت ہے جس میں دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے عوام کی رہنمائی کے لیے عمر بن خطاب نے اس خطبے کو بیان کیا "ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے تو جسے آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے"[44]

باریک لباس پہننے سے منع

خطبے کے دوسرے حصے میں عورتوں کے لیے باریک لباس کی ممانعت کو بیان کرتے ہوئے حدیث سے استدلال کر رہے ہیں "حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، (میری بہن) "اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ آپؐ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا، مفہوم: "اے اسمائ! جب عورت بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے، سوائے چہرے اور ہاتھوں کے"[45]

خطبہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے کے بعد امت محمدیہ کو نصیحت فرماتے ہوئے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالی نے مجھے تمہارا امیر بنا دیا ہے جتنی چیزیں تمہارے سامنے ہیں ان میں سے جو چیز تمہیں سب سے زیادہ نفع دینے والی ہے میں اسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور میں اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس سب سے زیادہ نفع دینے والی چیز میں میری مدد کرے اور جیسے اور چیزوں میں میری حفاظت کر رہا ہے تم لوگ اپنے ظاہر اور باطن میں اور اپنے قابل احترام چیزوں اور آبرو میں اللہ سے ڈرتے رہو اور جو حقوق تمہارے اوپر ہیں تم انہیں ادا کرو اور تم ایک دوسرے کو اپنے مقدمات میرے پاس لے کر آنے پر آمادہ نہ کرو کیونکہ میرے اور لوگوں میں سے کسی کے درمیان نرمی یا طرفداری کا کوئی معاہدہ نہیں تم لوگوں کی درستگی مجھے محبوب ہے اور تمہاری ناراضگی مجھ پر گراں ہے [46]

خطبہ کے پہلے حصے میں عمر بن خطاب اللہ کی صفت تکبر اور اس کی بڑائی کو آیت قرآنی سے بیان فرما رہے ہیں فرمان الٰہی ہے

تکبر اور عظمت صرف اللہ کے لئے

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں، بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا" [47]

خطبہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اس میں ارشاد فرمایا سبحان اللہ تعالی نے تم لوگوں پر شکر واجب کیا ہے اور اللہ تعالی نے بغیر مانگے اور بغیر طلب کے جو دنیا اور آخرت کی شرافت میں عطا فرمائی ہے اس کے بارے میں تمہارے اوپر کئی دلیلیں بنا دی ہیں تم لوگ کچھ نہیں تھے لیکن اس نے تمہیں پیدا کیا اور پیدا بھی اپنے لیے اور اپنی عبادت کے لیے کیا اپنی سب سے بے قیمت مخلوق بنا سکتا تھا اور اپنی ساری مخلوق تمہارے فائدہ اور خدمت کے لیے بنائی اور تمہیں اپنے علاوہ اور کسی مخلوق کے لیے نہیں شکر کرنے سے نعمت بدل جانے سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا اور یہ کام اللہ کی طرف سے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں تمہیں مفید کاموں کا حکم دو اور نقصاندہ کاموں سے روکوں" [48]

خطبے میں بہت سے مسئلوں پر بحث کی گئی ہے اللہ کی انسان کو پیدا کرنے کی حکمت کیا تھی اور یہ کہ ہر حال میں اللہ کا شکر کرنا چاہیے اس کی نعمتوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے اللہ کی ہر حال میں اطاعت کرنا اور یس کی نافرمانی سے بچے رہنا

انسان کو پیدا کرنے کی حکمت

خطبے کے پہلے حصے میں انسان کو پیدا کرنے کی حکمت کو آیات قرآنی سے بیان کیا گیا ہے "اور میں نے جن اور انسان اسی لئے پیدا کیے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں" [49]

اطاعت اور یاد الٰہی

خطبے کے دوسرے حصے میں اللہ کی اطاعت کو بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں اور قرآن سے دلیل پیش کرتے ہیں اللہ کا ارشاد ہے "اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔ اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جاؤ تو بیشک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے

اللہ کا شکر ادا کرنا ہر حال میں

خطبے کے تیسرے حصے میں اللہ کی نعمتوں کا ہر حال میں شکر ادا کرنے کو قرآن سے بیان فرما رہے ہیں "اور اگر تم شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے" [50] حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ رات کے وقت اس قدر قیام فرمایا کرتے کہ دونوں قدم مبارک پھٹ جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں شکر گزار بندہ بنوں"[51]

خلاصۂ بحث

خلافت راشدہ وہ عظیم ریاست ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں پروان چڑھی یہ ریاست اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے احکام پر پورا اترتی ہے عمر بن خطاب دوسرے خلیفہ کے طور پر سامنے آئے وہ ایک سیاسی و اخلاقی راہنما کی حیثیت سے منظر نامے پر چھائے رہے عمر بن خطاب ایک ایسی عظیم شخصیت تھے اور ایسے عظیم والشان قوموں کے حاکم تھے جن کی زندگی کے ساتھ قومیں فخر محسوس کرتی تھیں اور ارباب ہمت ان کے اخلاق حمیدہ کی پیروی کرتے تھے عدل و تقویٰ، جدوجہد ،صبر وثبات ،ہمت و قوت ،تواضع و نرمی اور علم و بصیرت اور اخلاق حمیدہ عمر بن خطاب میں مجمع تھیں انہوں نے انسانی ہمدردی ،برے عمل کی عبرت ناک سزا، تقویٰ، جہاد قرآن کی تلاوت اور مہر جیسے بے شمار مسائل پر خطبات دیے ہیں اپنے خطبات کے ذریعے لوگوں کو نصیحت کی کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں لوگ وحی کے ذریعے پکڑے جاتے تھے اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے تو اب ہم تمہیں تمہارے ان یعمال سے پکڑیں کے جو ظاہر ہوں گے اگر اعمال خیر ثاہر ہوئے تو ہم اس کا اعتبار کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیں گے لیکن اس کے دلی ارادوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہو گا اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہو گا انہوں نے اپنے خطبات میں اس بات کی بھی تنقید کی ہے کہ عورتوں کے ساتھ ے تنہائی نہ اختیار کی جائے اور مردوں کو ریشم پہننے سے منع کیا ہے آپ نے ہر اس مقام پر لوگوں کی اصلاح کی ہے جہاں فتنے وفساد کا اندیشہ محسوس کیا اور خطبہ کے ذریعے لوگوں کو باز پرس کیا ان کے خطبات موجودہ اور آئندہ نسلوں کو مسائل کی اصلاح میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

حوالاجات

[1] ابن سعد، طبقات الکبریٰ، 3/ 265

[2] السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص133 .

[3] خلافت فاروق، المعانی.15 .

[4] النوی، الثابۃ الصمعہ: 2/ 14، الکرسی، اولیات الفاروقی، ص24

[5] سیرت ابن ہشام، احمد بن حنبل 1/ 341

[6] القرآن:: 17:7

[7] ابن عساکر، ۶۷/ ۲۶۰

[8] القرآن: 2:247

[9] الترمذی، محمد بن عیسی الترمذی، 1213

[10] ابوداؤد، السجستانی، 1684

[11] القرآن، 27:49

[12] القرآن، 22:70

[13] مسلم، صحیح مسلم، حدیث: 2653

[14] مسلم، صحیح مسلم، حدیث: 12522

[15] البخاری، الصحیح، باب فضائل قرآن، جلد3، حدیث 410

[16] القرآن، 3:102

[17] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسیٰ الترمذی 5/ 84

[18] القرآن، 23:51

[19] القرآن,4:29
[20] البخاری,2059
[21] مسلم، امام امسلم بن حجاج، القشیری، حدیث512
[22] شکوٰۃ، امام ولی الدین419
[23] صحیح مسلم حدیث514
[24] صحیح مسلم(12522
[25] القرآن,2:2
[26] البخاری، محمد ابن اسماعیل البخاری، جلد3175 حدیث،3150
[27] البخاری، محمد بن اسماعیل7150 ,
[28] البخاری,7150
[29] القرآن,9:111
[30] ابو داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث2504
[31] ابو الفداء، اسماعیل ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، جلد سوم، ص254
[32] القرآن2:54
[33] القرآن59: 33,
[34] الترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ج2، ص391
[35] مسند امام احمد بن حنبل.001 AD, p. 382
[36] القرآن:24:4
[37] مسلم، مسلم بن حجاج , حدیث729
[38] القرآن,:4:126
[39] القرآن,07:59
[40] الترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیP2179,
[41] القرآن,،159:3
[42] البخاری، الصحیح، محمد بن اسماعیل البخاری، جلد5 حدیث2375
[43] ابن جریر طبری، جلد3، ص686
[44] القرآن,115:3
[45] ابو داؤد سنن ابی داؤد، حدیث1412
[46] الطبری، تاریخ طبری، جلدP1455,
[47] القرآن23:16
[48] ابن جریر طبری، جلد3، ص283
[49] القرآن,:56:51
[50] القرآن39:7
[51] امام بخاری، البخاری فی الصحیح، کتاب التفسیر،4/1830.